اسلام میں پردہ کا تصور

قائد ملت مولانا سید کلب جواد نقوی، جنرل سکریٹری مجلس علماء ہند

ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک، اسلام دشمن طاقتیں اسلام پر حملہ آور رہی ہیں۔ اس میں کبھی اسلحوں کا استعمال کیا گیا اور کبھی زبان وقلم کا۔ لیکن زمانہ حال میں سائنسی ایجادات کی وجہ سے یہ حملے زیادہ خطرناک اور وسیع صورت اختیار کر گئے ہیں۔ ایسے اسلحے ہیں کہ لاکھوں انسانوں کو چند سکنڈوں میں موت کی نیند سلا دیں اور ذرائع ابلاغ کا نظام اتنا پھیل گیا ہے کہ چند منٹوں میں کسی بھی غلط اور زہریلے بیان سے کروڑوں کے ذہن مسموم کئے جاسکتے ہیں۔

جہاں اور بہت سے اسلامی احکام پر اعتراضات کی بوچھار ہے، وہاں اسلام میں پردے کے نظام کو خاص طور سے نشانہ بنایا جارہا ہے۔ پردے کے مسئلے پر ہمارا چند گروہوں سے سامنا ہے۔ کچھ تو وہ غیر مسلم ہیں جو اسلام کے کھلے ہوئے دشمن ہیں اور ان کا مقصد اسلام کو بدنام کرنا اور لوگوں کو اس سے متنفر کرنا ہے، وہ سرے سے ہی پردے کے مخالف ہیں اور اس کو وحشت، بربریت، خلاف انسانیت اور خواتین پر ظلم گردانتے ہیں اور براہ راست دین اسلام پر حملہ آور ہیں۔ کچھ وہ ہیں، کہ ہیں تو مسلمان مگر مغرب زدہ ہیں اگرچہ پردے کی یکسر مخالفت کی ہمت نہیں ہے مگر مغرب کے نقّادوں کو مطمئن کرنے کی کوشش میں کہتے ہیں کہ پردہ صرف نظر کا ہے اور پردے سے مراد صرف شرم وحیا ہے تاکہ قدامت پرستی اور تنگ نظری کے الزام سے اپنے کو بچائیں اور انہیں کھلے دل ودماغ کا اور ترقی پسند ہونے کا سرٹیفکیٹ مل جائے۔ معترضین میں ایک طبقہ وہ ہے جو صرف نام سے مسلمان ہے۔ ایسے لوگ مذہب سے بالکل بے بہرہ ہیں، خواہشات نفسانی کے بندے اور ہوس کے غلام ہیں۔ دل لطف نظارہ کا شیدا ہے اور فردوس گوش کے ساتھ ساتھ جنت نگاہ کی تلاش ہے۔ پردے کو ملّاؤں کی گڑھنت کہتے ہیں اور دلی تمنّا ہے کہ عورتیں صرف بے پردہ ہی نہیں بلکہ کم سے کم لباس کے ساتھ گھروں سے باہر آجائیں۔

ہم سب سے پہلے قرآن مجید کے ذریعہ گفتگو کریں گے کہ قرآن مجید نے پردے کا کیا معیار پیش کیا ہے کیونکہ احکام اسلامی کا اولین مصدر اور سرچشمہ کلام الٰہی ہے۔ قرآن مجید میں رب حمید کا ارشاد ہے: "قل للمؤمنین یغضّوا من ابصارھم" [اے رسولؐ مومنین سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی آنکھیں جھکائے رکھا کریں] آیۂ کریمہ مطلق ہے یعنی اس میں کوئی قید نہیں کہ کسی خاص وقت پر آنکھیں جھکا لیا کریں یا ہر وقت آنکھیں موندے رہا کریں۔ کسی خاص چیز کے دیکھنے کی مخالفت ہے یا ہر چیز پر دیکھنے کی روک ہے؟ کسی بات کی تخصیص نہیں ہے۔ مگر ہر انسان کی عقل حکم کرے گی کہ یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کسی شئی پر نگاہ نہ ڈالیں اور کوئی شئی دیکھا ہی نہ کریں۔ اگر ایسا حکم ہوتا تو پھر اللہ نے آنکھیں عطا ہی کیوں کیں؟ قوت بصارت دی ہی کیوں۔ وہ کون سی شئی ہے جسے نہ دیکھنے کے واسطے آنکھیں جھکا لینے کا حکم ہے اس کا بہترین فیصلہ شان نزول کرے گی۔ شان نزول آیت کی یہ تھی کہ ایک مرتبہ انصار میں سے ایک شخص کسی راستے سے گذر رہا تھا سامنے سے ایک جوان اور حسین عورت آتی ہوئی دکھائی دی۔ حسن کی کشش نے مجبور کیا اور یہ دیکھنے میں محو ہوگیا یہاں تک کہ وہ پاس سے گذر گئی مگر تب بھی اس کی طبیعت سیر نہیں

ہوئی۔ یہ دیکھتا بھی جاتا تھا اور اپنی منزل کی طرف قدم بھی بڑھاتا جاتا تھا۔ چند قدم آگے بڑھا اور ایک دیوار سے ٹکرا گیا جس میں شیشہ لگا ہوا تھا اور اس کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ اب ہوش آیا تو دیکھا پورا لباس خون سے تر ہے۔ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا پورا واقعہ بیان کیا اور شکایت کی کہ حضورؐ یہ عورتیں بے پردہ گھومتی ہیں اور کشش حسن مجبور کر دیتی ہے دیکھنے پر، اسی سے آج میری یہ گت ہوئی۔ اس وقت یہ آیت اتری: "قل للمومنین یغضوا من ابصارھم" تو اب مطلب صاف ہوا کہ کس چیز کے دیکھنے کی ممانعت ہے۔ آیۂ کریمہ سے نتیجہ نکلا کہ مردوں کا عورتوں پر نظر کرنا حرام ہے۔ قرآن مجید کی آیت یوں بھی حکم دے سکتی تھی کہ مومنین عورتوں کو نہ دیکھا کریں لیکن انتہائی اہتمام یہ کیا گیا کہ نظریں جھکا لیا کریں تا کہ اصل رویت کی حرمت اس قدر اہم ہو جائے کہ جو مقدمہ عدم رویت کا اسی کو واجب کر دیا گیا۔ اور محض اسی حکم پر اکتفا نہیں کی بلکہ عورتوں کے واسطے ارشاد ہوا: "قُل للمؤمنات یغضضن ابصارھن" (سورۂ نور) [اے رسولؐ عورتوں سے بھی کہہ دیں کہ (ان پر مردوں کا دیکھنا حرام ہے اور) اپنی آنکھیں جھکائے رکھیں۔] آپ نے دیکھا کہ قرآن مجید کا انتہائی انتظام ادھر مردوں کو حکم کہ عورتوں کو نہ دیکھیں اُدھر عورتوں کو حکم کہ مردوں کو نہ دیکھیں۔ ایک ہی کلمہ دونوں کے واسطے ہے۔ تو اب اس حکم کے بعد عقل بتاتی ہے کہ ایک مزید حکم کی ضرورت ہے کہ جس کے بعد دقتیں نہ ہوں بلکہ آسانی ہو کام نہ بگڑے بلکہ بن جائے اور عسر و حرج لازم نہ آئے۔ جب مجلسوں میں محفلوں میں، راستوں میں، دوکانوں میں، مدرسوں میں، اسکولوں اور کالجوں میں دونوں ہی موجود ہیں، عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی اور حکم قرآنی کی پابندی کہ نگاہیں بالکل جھکائے رکھنا ہیں تو سوال یہ ہے کہ آگے کا راستہ کیسے نظر آئے؟ وہاں ایک شخص انصاری کا چہرہ بے پردگی کی وجہ سے زخمی ہوا تھا، یہاں پتہ نہیں کتنے لوگ پردہ کی وجہ سے زخمی ہو جائیں گے۔ ساتھ ہی ساتھ شیطان کا وسوسہ بھی اور حسن کی حشر سامانیاں بھی، لہٰذا نگاہ اٹھ ہی جائے گی۔ ادھر نظر سے نظر لڑی، ادھر فساد کا سامان مہیا ہو گیا۔ ایک نگاہ کے لڑنے سے کتنے فساد پیدا ہو جائیں گے۔ اس لئے پردہ کا حکم ہوا تا کہ مستحکم دیواریں حائل رہیں اور نقاب کے حصار کھنچے رہیں۔ آیت کی روک الگ ہو، حرمت کی دیوار علاحدہ ہو پھر غض بصر کا حکم بھی ہو اور نقاب کے پردے بھی پڑے رہیں۔ جب مرد و عورت دونوں کو نگاہ کرنے سے منع کیا گیا ہے تو ضروری ہوا کہ کسی ایک کو پردے میں رکھا جائے تا کہ آیت پر عمل آسان ہو جائے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کس کو پردے میں رکھا جائے، عورتوں کو یا مردوں کو؟ فوراً عقل کا مقتضا ہو گا کہ پردہ عورتوں کے لئے بہتر اور آسان تر ہے۔ اس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ جو کشش عورتوں میں ہوتی ہے وہ مردوں میں نہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عورتیں فطرتاً شرمیلی ہوتی ہیں اور حیا سے اپنی نگاہوں کو عموماً جھکائے رکھتی ہیں (مگر یہ کہ غیر فطری ماحول کی عادی ہو جائیں) اب آیۂ کریمہ آگے بڑھتی ہے اور حکم ہوتا ہے: "**ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر**" [اے رسولؐ ایمان لانے والی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ بدکاریوں سے اپنی حفاظت کریں اور اپنی کوئی زینت کسی مرد کے سامنے ظاہر نہ کریں مگر یہ کہ اتفاقاً ظاہر ہو جائیں] اتنا ہی کہنا کافی تھا مگر آیت نے اور تاکید کر دی "**ولیضربنّ بخمرھن علی جیوبھن**" [اپنی اوڑھنیاں اس قدر لٹکائیں کہ سینے تک پہنچ جائیں۔] اچھا بس، اب تو آیت ختم ہو جاتی۔ مگر نہیں، تاکید پر تاکید اور حکم پر حکم "**ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن۔۔۔۔**" [اور اپنی زینتوں کو ہرگز ظاہر نہ کریں البتہ صرف اپنے شوہروں کے سامنے۔] اسی طرح باپ، خسر اور اپنی اولاد اور شوہر کی اولاد، اپنے بھائی یا بھانجے اور بھتیجے، ان سب کے سامنے زینتوں کے ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ صرف جسم ہی نہیں بلکہ جو چیزیں جسم کی زینت ہیں، ان کے واسطے بھی ممانعت ہے کہ کسی غیر مرد کے

بقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صفحہ ۵۲ پر

(۹)

زیادہ دل تو سبھوں کے دکھا رہی ہے سپاہ
کس اہتمام سے دریا پہ جارہی ہے سپاہ
گھٹا کی طرح سے میداں میں چھا رہی ہے سپاہ
امام بیٹھے ہیں کرسی پہ آ رہی ہے سپاہ
یہاں یہ شکل ہے باتیں ہیں دل لڑے ہوئے ہیں
ہیں اور لوگ بھی عباسؑ بھی کھڑے ہوئے ہیں

(۱۰)

غضب تو یہ ہے ستم یہ بھی کر رہی ہے فوج
حرم سرا کی طرف سے گذر رہی ہے فوج
ہوئی ہیں مشعلیں روشن اتر رہی ہے فوج
جگہ نہیں ہے تو باغوں میں بھر رہی ہے فوج
نشان ظلم محل بے محل گڑے ہوئے ہیں
قریب فوج کے عباسؑ جا کھڑے ہیں

(۱۱)

سمجھ رہا ہے یہ ضیغم لئے ہوئے تلوار
یہ کتنی فوج ہے آیا ہے کون سا سردار
علاوہ اس کے یہ مطلب بھی ہے کہ ہے شب تار
یہاں کی حدّ طلایہ سے بڑھ کے اُتریں سوار
ملال دل میں جو ہے آبِ تیغ سے دھو جائے
(ہے لڑنا) گر تو، جو ہونا ہو، وہ ابھی ہوجائے

***

بقیہ..........اسلام میں پردہ کا تصور

سامنے ظاہر نہ کریں۔ آیت میں پوری تفصیل ہے جو قرآن مجید میں دیکھی جاسکتی ہے۔ مگر آیت کی زبان یہاں بھی نہیں رکتی ہے بلکہ ارشاد ہوتا ہے: "ولا یضربن بارجلھنّ" [اور راستہ چلتے میں اپنے پیر زمین پر مار کر نہ چلیں (کہ جو زینتیں ان کی چھپی ہوئی ہیں ان کا پتہ چل جائے)۔] یہ ہے غیرت الٰہیہ اور یہ ہے انتہائی تعلیم حجاب کہ اگر عورت زیور پہنے ہوئے ہو تو وہ زیور مردوں کو دکھانا کیسا، اس زیور کی آواز بھی نہ سنائی دے۔ جس خالق کو یہ گوارا نہیں کہ عورت کے زیور کی آواز مرد سنیں، وہ کب گوارا کرے گا کہ زیور دکھائے جائیں اور جب زیور کا بے پردہ ہونا گوارا نہیں، تو وہ کب گوارا کرے گا کہ وہ ہاتھ پیر دکھائے جائیں جن میں زیور ہیں اور جو ہاتھوں اور پیروں کا ظاہر ہونا جائز نہ رکھے تو وہ اس کی کب اجازت دے گا کہ منھ دکھائے جائیں۔ اس آیت کے بعد اب ضرورت تو نہیں ہے کہ کوئی اور آیت پیش کی جائے۔ صاحبان ایمان اور انصاف کے لئے اس آیت ہی میں وہ زبردست ذخیرہ موجود ہے جو پردہ کی عظمت کو روز روشن اور آفتاب نصف النہار کی طرح عیاں کردیتا ہے مگر مسئلہ کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے انشاءاللہ اگلے حصوں میں مزید عقلی اور نقلی دلائل پیش ہوں گے۔ وماعلینا الا البلاغ

(ماخوذ از روزنامہ راشٹریہ سہارا (اردو) ۲۶رفروری ۲۰۱۰ء)

***